سورة الحج

آيات ۲۹ - ۳۸

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا
قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ
اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ
﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۧ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا
لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ
الْمُخْبِتِيْنَ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۧ﴿۳۸﴾

سُوْرَةُ الحَجّ

آيات 78

مكية مدنية

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

ملتِ ابراہیم کی نمائندہ امت کی تشکیل، شرک کی قیادت سے بیت اللہ کی تولیت چھین کر توحید کی بنیاد پر دین کا قیام، شہادتِ علی الناس اور دفاعی جہاد کے ذریعے اللہ کی حاکمیت کے عملی نفاذ کی جدوجہد

منکرین توحید، قیامت و آخرت سے مجادلہ

آیات 1-37

آیات 1 تا 7

قیامت اور بعث کے احوال ۔ مخالفین کو انذار- آیاتِ آفاق و انفس سے استدلال

آیات 8 تا 16

شرک، مفاد پرستی اور باطل امیدیں شرک کے سہارے پر قائم جھوٹا اطمینان

آیات 17 تا 24

حق و باطل خدا کی عدالت میں - مشرکین اور مسلمانوں کا متضاد کردار و انجام

آیات 25 تا 37

ملت ابراہیم اور بیت اللہ کی اصل حقیقت (ملتِ ابراہیم کی مسخ شدہ وراثت)

سنتِ الٰہی: تصادمِ حق و باطل، جہاد و قتال، تطہیر بیت اللہ، ہجرت اور غلبہ

آیات 38 - 60

آیات 38 تا 41

بیت اللہ کے ناجائز متولین کے خلاف جہاد و قتال کی اجازت اسلامی حکومت کی 4 اہم ذمہ داریاں

آیات 42 تا 52

تکذیبِ رسل اور سنتِ الٰہی- (تاریخ کی شہادت، مہلتِ عذاب اور ہلاکت کی دھمکی)

آیات 53 تا 57

سنتِ ابتلا اور غلبۂ حق/ فتنۂ شیاطین اور کھرے کھوٹے کی پہچان

آیات 58 تا 60

اہلِ ایمان کی ہجرت اور انجامِ خیر

خاص اللہ کی عبادت

آیات 61 - 78

آیات 61 تا 66

توحیدِ ربانی کے عقلی و آفاقی دلائل / ربوبیتِ الٰہی کی نشانیاں

آیات 67 تا 72

دعوتِ توحید اور مخالفین کا جارحانہ ردِّ عمل (دعوت، مخالفت، اور انجام)

آیات 73 تا 76

شرک اور شفاعتِ باطل کا حتمی ابطال۔ قرآن حکیم کی دعوت

آیات 77 تا 78

مسلمانوں کی اصل حیثیت کی وضاحت وہ ابراہیمؑ کے جانشین اور اس منصب کے لیے منتخب ہیں۔ ان کا اصل فریضہ دنیا میں شہادتُ علی الناس ہے

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ - پھر چاہیے کہ وہ دور کریں اپنا میل کچیل

لْ : لام امر، چاہیے کہ

تَفَث : میل کچیل

قَضٰی يَقْضِیْ ، قَضَآءٌ
فیصلہ کرنا، خاتمہ کرنا، دور کرنا

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ - اور چاہیے کہ وہ پورا کریں اپنی نذروں کو

اَوْفٰی يُوْفِیْ ، اِيْفَآءٌ پورا کرنا (IV)

نُذُوْر : نَذْرٌ کی جمع

وَلْيَطَّوَّفُوْا - اور طواف کریں

اِطَّوَّفَ يَطَّوَّفُ ، اِطَّوُّفٌ : طواف کرنا

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ - اس قدیم گھر کا

عَتِيق : (عَتَقَ يَعْتِقُ) آزاد ہونا، آزاد کرنا، کسی قید یا غلامی سے نکل جانا

عَتِيق : آزاد، رہائی یافتہ، قدیم، پرانا، نفیس، معزز، شریف، محفوظ

وہ گھر جو قدیم، باعظمت، باشرف ہے، جابروں کے تسلط سے آزاد، غیر اللہ کی غلامی سے آزادی کا مرکز

ذٰلِكَ - یہی (ہمارا حکم) ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ - اور جو تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی

عَظَّمَ يُعَظِّمُ ، تَعْظِيْمٌ : تعظیم کرنا (II)

حُرُمٰتِ : حُرْمَةٌ کی جمع

فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ - تو وہ بہتر ہے اس کے لیے اسکے رب کے نزدیک

وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ - اور حلال کیے گئے تمہارے لیے چوپائے

اَحَلَّ يُحِلُّ ، اِحْلَالًا : حلال کرنا (IV)

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ - سوائے ان کے جو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تم کو

تَلَا يَتْلُوْ ، تِلَاوَةٌ : تلاوت کرنا، پڑھ کر سنانا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ - پس تم بچو بتوں کی ناپاکی سے

اِجْتَنَبَ يَجْتَنِبُ ، اِجْتِنَابٌ : پرہیز کرنا، بچنا (VIII)

رِّجْسَ: گندگی، نجاست، ناپاکی پلیدی

اَوْثَانِ (وَثْنٌ) جسکی اللہ کے سوا عبادت کی جائے (بت وغیرہ)

وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ - اور بچو تم جھوٹی بات سے۔

قَوْلَ: بات

زَارَ يَزُوْرُ، زَوْرًا : رخ موڑنا

زُّوْر: کسی چیز کو اس کے اصل رخ سے موڑ دینا۔ تحریف، ٹیڑھ، جھوٹ، بہتان، افترا

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ - یکسو ہو کر اللہ کے لیے (اس حال میں کہ)

حُنَفَآءَ: حَنِيْفٌ کی جمع (سیدھا، یکسو، انحراف سے رجوع)

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ - نہیں وہ شریک ٹھہرانے والے اسکے ساتھ

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ - اور جو شریک ٹھہرائے اللہ کے ساتھ

كَاَنَّمَا: (كَاَنَّ + مَا): كَ (حرفِ تشبیہ) + اَنَّ (حرفِ تاکید و نصب) + مَا (زائدہ)

فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ - تو وہ ایسا ہے کہ جو گرا آسمان سے

خَرَّ يَخِرُّ ، خَرًّا و خُرُوْرًا : نیچے گرنا

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ - تو اچک لے جائیں اسے پرندے

خَطِفَ يَخْطَفُ ، خَطْفًا: اچکنا

اَلطَّيْرُ : پرندے (طآئِر کی جمع)

اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ - یا گرا دے اس کو ہوا

هَوٰى يَهْوِىْ ، هَوِيًّا : گرانا

اَلرِّيْحُ: ہوا

فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ - کسی دور جگہ میں۔

سحقَ يَسحقُ ، سَحْقًا : انتہائی دور ہونا

سَحِيْقٌ: دور، بعید (صفت ہے بمعنی فاعل)

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ
رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ
غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾

پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں، اور اس قدیم گھر کا طواف کریں،
یہ تھا (تعمیر کعبہ کا مقصد) اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لیے بہتر ہے
اور تمہارے لیے مویشی جانور حلال کیے گئے، ماسوا ان چیزوں کے جو تمہیں بتائی جاچکی ہیں۔ پس بتوں کی گندگی سے بچو، جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو، یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو دور کسی جگہ میں گرادے گی

محمد اقبال

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ٢٩ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ
رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ ٣٠ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ
غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ٣١

Thereafter, let them tidy themselves up and fulfill their vows and circumambulate the Ancient House. Such (was the purpose of building the Ka'bah). Whosoever, then, venerates the sanctities of Allah will find it to be good for him in the sight of his Lord .

Cattle have been made lawful for you except those mentioned to you (as unlawful). So shun the abomination of idols and shun all words of falsehood.

Become exclusively devoted to Allah, ascribing Divinity to none other than Him. Whoso ascribes Divinity to aught beside Allah, it is as though he fell down from the sky whereafter either the birds will snatch him away, or the wind will sweep him to a distant place (causing him to be shattered to pieces).

محمد اقبال

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

حج کے آخری مناسک

- حج کے آخری ایام میں آٹھ ذوالحج کو منیٰ میں قیام، نو کو عرفات کا وقوف، مزدلفہ میں رات، اور دس تاریخ کو قربانی کے بعد حاجی کو احرام کھولنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ پہلے مناسک کے دوران سادگی، بے تکلفی اور ظاہری پراگندگی بندگی کا تقاضا تھی، لیکن اب غسل، لباس کی تبدیلی اور معمول کی زندگی کی طرف واپسی مطلوب ہے۔ اس شعور کے ساتھ کہ صفائی اور وقار بھی اللہ ہی کے لیے ہوں۔ اس کے بعد معمول کے کپڑوں میں طوافِ زیارت ادا کیا جاتا ہے جو حج کا رکن ہے۔ افعالِ حج کی ترتیب کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک پابندی واجب ہے، خلاف ورزی پر دَم لازم آتا ہے؛ جبکہ امام شافعی کے نزدیک یہ سنت ہے، البتہ ترتیب کے خلاف کرنے سے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت کے مطابق افعالِ حج میں تقدیم یا تاخیر کرنے والے پر دَم لازم آتا ہے۔

- نذر کا مفہوم : قرآن کا حکم (وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ) نذر (منت) پوری کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ نذر یہ ہے کہ جو کام شرعاً واجب نہ تھا، آدمی اسے زبان سے اپنے اوپر لازم کر لے۔ اگر نذر کا کام گناہ نہ ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے، اور اگر گناہ ہو تو اسے پورا کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے خلاف کرنا ضروری ہے، البتہ ایسی صورت میں نذر ٹوٹنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ محض دل میں ارادہ کرنے سے نذر منعقد نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ ادا کرنا شرط ہے۔ ابنِ عباسؓ نے یہاں نذر سے قربانی مراد لی ہے، جبکہ جمہور کے نزدیک اس سے عام نذریں مراد ہیں، خصوصاً وہ نیک اعمال جن کی نذر حاجی ایامِ حج کی برکت کے پیش نظر مان لیتا ہے۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتۡ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِۙ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ
بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ ﴿۳۱﴾

تمام حرمات الٰہی کے احترام کی ہدایت

- ذٰلک یہاں پورے جملہ کا قائمقام ہے۔ یعنی یہ باتیں ہیں جو بیت اللہ اور اس کے حج و مناسک سے متعلق ابراہیم کو بتائی گئی تھیں۔ ان کو اچھی طرح سن اور سمجھ لو۔ یہ گویا تنبیہ کا کلمہ ہے۔ حضرت ابراہیم کو جو ہدایات دی گئی تھیں وہ اس جملہ پر پوری ہوئیں۔ اب آگے ان لوگوں کو ہدایات دی جارہی ہیں جو بیت اللہ کی وراثت کے مدعی تو تھے لیکن اس امانت کی ذمہ داریوں سے بالکل بے خبر تھے۔
- ان میں وہ حرمتیں بدرجہ اولیٰ مراد ہیں جو مسجد حرام اور حج اور عمرے اور حرم مکہ کے بارے میں قائم کی گئی ہیں۔ اور اس میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ قریش نے حرم سے مسلمانوں کو نکال کر اور ان پر حج کا راستہ بند کرکے اور مناسک حج میں مشرکانہ و جاہلانہ رسمیں شامل کرکے اور بیت اللہ کو شرک کی گندگی سے ملوث کرکے ان بہت سی حرمتوں کی ہتک کر ڈالی ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کے وقت سے قائم کردی گئی تھیں۔

⇦ **حرمتِ الٰہی کی پامالی:** اللہ نے حرم، مسجدِ حرام، اشہرِ حرم اور دیگر مقدسات کو حرمت دی تھی، مگر قریش نے تولیت کے نام پر ان کی بے حرمتی کی۔ نسی اور ذاتی مفادات کے ذریعے مقدسات کو تجارت بنایا گیا، اس لیے حکم ہے کہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جائے، نہ کہ انہیں مفاد کا ذریعہ۔

⇦ **خود ساختہ تحریم و تحلیل:** اللہ نے چوپایوں کو حلال کیا تھا، مگر قریش نے بتوں کے نام پر اپنی گھڑی ہوئی حرمتیں قائم کرلیں۔ یہ تحریم و تحلیل کو اللہ کی طرف منسوب کرنا صریح جھوٹ ہے؛ اس شرک سے توبہ اور اجتناب لازم ہے

⇦ **شرک نے اعتقادات اور اللہ کی حرمتوں کو بگاڑا:** اصلاح صرف خالص توحید اور کامل یکسوئی سے ممکن ہے۔ اللہ واحد واجب الوجود ہے، باقی سب اس کے محتاج ہیں، شریک ٹھہرانا ہلاکت ہے، جبکہ توحید انسان کو رفعت عطا کرتی ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٣٣

ذٰلِكَ - یہ (بات) ہے

(ش ع ر) شَعَآئِر : نشانیاں (شَعِیْرَۃٌ کی جمع)

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ - اور جو تعظیم کرتا ہے اللہ کی نشانیوں کی

شَعِیْرَۃٌ : ایسی چیز جو دیکھنے یا پانے والے کے اندر ایک گہرا احساس جگادے (حج، قربانی، صفامروہ، نماز، اذان)
شَعَائِرَ کی تعظیم : اندرونی شعور کا بیرونی اظہار

فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ - تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ - تمہارے لیے ان میں فوائد ہیں

مَنَافِعُ : مَنْفَعَۃٌ کی جمع (فوائد)

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى - ایک مقررہ وقت تک

اَجَل : ایک وقت

مُسَمًّى : مقررہ

ثُمَّ مَحِلُّهَآ - پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ

مَحِل : حِلٌّ سے (اسم ظرف مکان)، حلال ہونے کی جگہ، قربانی کی جگہ

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ - قدیم گھر (خانہ کعبہ) کی طرف ہے

بات یہ ہے، اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے، تمہیں ایک وقت مقرر تک ان (ہدی کے جانوروں) سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے، پھر ان (کے قربان کرنے) کی جگہ اسی قدیم گھر کے پاس ہے

Such is the fact of the matter. And whoso venerates the sanctity of all that have been ordained as symbols of Allah surely does so because it is part of that true piety of the hearts. You may derive benefit (from sacrificial animals) until an appointed time. Thereafter their place (of sacrifice) is near the Ancient House.

ذٰلِكَ ۗ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ۝٣٢ لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ۝٣٣

شعائر کی تعظیم کے لیے اصل شرط

- **شعائر اللہ :** جن چیزوں سے حق اور باطل کی شناخت ہوسکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں یعنی خدا پرستی کی علامات، خواہ وہ اعمال ہوں جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ، یا اشیاء ہوں جیسے مسجد اور ہدی اونٹ وغیرہ
- ذٰلِكَ، لا کر یہ بات ذہن نشین کروائی جارہی ہے کہ ابھی اس سے ماقبل جو باتیں بتائی گئیں ان کو اچھی طرح سن لو اور ان کو گرہ کرو اور یہ بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ اللہ نے جو شعائر مقرر فرمائے ہیں ان کی تعظیم کا حق محض ظاہر داری سے ادا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے دل کا تقویٰ مطلوب ہے۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر شعائر اللہ کی ہتک کرے تو یہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ اس کا دل خدا کے خوف سے خالی ہوچکا ہے، یا تو وہ خدا کا قائل ہی نہیں ہے، یا ہے تو اس کے مقابلے میں باغیانہ روش اختیار کرنے پر اتر آیا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں سے اصل مقصود انہی حقائق کی تذکیر و یاددہانی ہے جو ان کے اندر مضمر ہیں اگر ان حقائق کا اہتمام باقی نہ رہ جائے تو محض ظاہری رسم داری سے شعائر کی تعظیم کا حق ادا نہیں ہوتا۔
- یہاں مشرکینِ مکہ کی ایک غلط رسم کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے، وہ جب کسی چوپایہ کو ہدی یا نیاز کے لیے نامزد کردیتے تو پھر اس سے کسی قسم کا انتفاع (فائدہ اٹھانا) ناجائز سمجھتے۔ قرآن نے ان کی اصلاح فرمادی کہ ان شعائر کی تعظیم کے لیے یہ چیز ضروری نہیں ہے۔ اپنی قربانی کے جانوروں کو پالو اور ان سے اس وقت تک فائدہ اٹھاؤ جب تک ان کی قربانی کا وقت نہ آجائے۔ اس انتفاع سے ان کی حرمت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا البتہ یہ ضروری ہے کہ جب ان کی قربانی کا وقت آجائے تو ان کو اللہ کے قدیم گھر کے پاس لے جا کر اللہ ہی کے لیے ان کو قربانی کرو (کسی استھان یا کسی اور چڑھاوے کی جگہ پر نہیں)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا - اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کیا

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا، مقرر کرنا

مَنسَكًا - قربانی کا ایک طریقہ

(ن س ك) اس مادے میں عبادت میں ہونا، قربانی پیش کرنا طہارت و پاکیزگی اختیار کرنا

نَسَكَ يَنْسُكُ ، نُسْكًا و نَسْكًا

اسی سے مصدرِ میمی: مَنْسَك (عبادت، قربانی، قربانی کی جگہ)

اردو میں: مناسک، ناسک (عبادت گذار)

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ - تاکہ وہ ذکر کریں اللہ کے نام کا

عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم - ان پر جو اس نے دیے انہیں

مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ - پالتو چوپاؤں میں سے

بَهِيْمَة : چوپائے، ایسے جانور جن میں نطق نہ ہو

اَلْأَنْعَام : مویشی

فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ - پس تمہارا معبود ایک معبود ہے

فَلَهُ أَسْلِمُوا - تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ

أَسْلَمَ يُسْلِمُ ، إِسْلَامٌ : فرمانبردار ہونا، مسلم ہونا (IV)

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ - اور خوشخبری سنا دیجئے عاجزی کرنے والوں کو

(خ ب ت) أخبتَ يُخبتُ ، إخباتًا: عاجزی کرنا (IV)

اَلْخَبْت : پست زمین

إِخْبَات فروتنی، تذلل اور تواضع کا اظہار

مُخبِت : عاجزی کرنے والا - مُخْبِتِيْن اس کی جمع

الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَاۤ اَصَابَھُمْ وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ - وہ لوگ (کہ) جب بھی ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا

وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ - تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل

وَجِلَ یَوْجَلُ ، وَجَلًا و وَجْلًا : ڈرنا،(ڈر میں بڑھ جانا، رونگٹے کھڑے ہونا)

وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَاۤ - اور صبر کرنے والے ہیں اس (تکلیف) پر جو

اَصَابَھُمْ - پہنچے انہیں

اَصَابَ یُصِیْبُ ، اِصَابَۃٌ : تکلیف پہنچنا (IV)

وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ - اور نماز قائم کرنے والے ہیں

اَلْمُقِیْمِیْ اصل میں اَلْمُقِیْمِیْنَ تھا، اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گرا گیا

اِقَامَۃٌ مصدر سے اسم فاعل- مُقِیْمُ (قائم کرنے والا) اس کی جمع مُقِیْمِیْنَ

وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ - اور اس میں سے جو ہم نے رزق دیا انہیں

یُنْفِقُوْنَ - وہ خرچ کرتے ہیں۔

(ن ف ق)

اَنْفَقَ یُنْفِقُ ، اِنْفَاقٌ : خرچ کرنا (IV)

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾
الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾

ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ (اس امت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔ (ان مختلف طریقوں کے اندر مقصد ایک ہی ہے) پس تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اور اسی کے تم مطیع فرمان بنو۔ اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، بشارت دے دیں عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو،

جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، جو مصیبت بھی ان پر آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

For every people We have laid down a ritual of sacrifice (- although the purpose of the ritual is the same -) that they pronounce the name of Allah over the cattle He has provided them.64 Your Lord is One God; so submit yourselves to Him alone. And give, (O Prophet), glad tidings to those that humble themselves (before Allah), whose hearts shiver whenever Allah is mentioned, who patiently bear whatever affliction comes to them, who establish Prayer, and who spend (for good purposes) out of what We have provided them.

محمد اقبال

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾

قربانی کی قدامت اس کی اہمیت کی دلیل

- قربانی کا حکم کسی ایک زمانے یا اس آخری امت تک محدود نہیں، بلکہ آغازِ انسانیت سے دین کا حصہ رہا ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں دراصل یہی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ قربانی کوئی نیا یا وقتی حکم نہیں، بلکہ ایسا مستقل دینی عمل ہے جو ہر امت کو دیا گیا
- اس کا مقصد محض ایک رسمی عبادت نہیں بلکہ اصلاحِ عقیدہ اور فکری سلامتی ہے۔ اس کی روشن ترین مثال یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی قربانی کا ذکر تورات اور قرآن، دونوں میں موجود ہے - ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسری کی نہیں۔ یہ واقعہ اس بات کا تاریخی اور اعتقادی ثبوت ہے کہ قربانی ہمیشہ سے اللہ کے ساتھ بندگی کے تعلق کو پرکھنے اور واضح کرنے کا ذریعہ رہی ہے
- **قربانی اور توحیدِ شکر** - دوسرا اہم ہے کہ ہر امت کو قربانی کا حکم اس ہدایت کے ساتھ دیا گیا کہ اللہ نے جو چوپائے عطا کیے ہیں، ان پر اسی کے نام کا اعلان کیا جائے۔ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لینا، یا اسے کسی اور کی طرف منسوب کرنا، درحقیقت اس غلط عقیدے کو جنم دیتا ہے کہ نعمتوں کے عطا کرنے میں اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی شریک ہے۔ حالانکہ عقلِ سلیم کبھی اس وہم کو قبول نہیں کر سکتی کہ کائنات کی تخلیق اور رزق کی عطا میں اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک ہو۔ اس لیے قربانی دراصل شکر کا وہ عملی اظہار ہے جو انسان کے عقیدۂ توحید کو واضح اور محفوظ کرتا ہے
- **قربانی کا عمومی اور دائمی حکم** - اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں صرف حج کی قربانی مراد نہیں، بلکہ امت میں رائج تمام قربانیاں اس کے دائرے میں شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے دس سالہ قیام کے دوران ہر سال قربانی دی۔ ازواجِ مطہراتؓ نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق قربانی کا اہتمام کیا، صحابۂ کرامؓ کو نہ صرف قربانی کا حکم دیا گیا بلکہ اس کے احکام و مسائل بھی پوری وضاحت سے سکھائے گئے

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

قربانی اور خالص بندگی کا تصور

- قربانی کے متعلق یہ تیسرا اور اہم بنیادی نکتہ ہے جس طرح انسان کا خالق ایک ہے اور جانوروں کا خالق بھی ایک ہی ہے، اسی طرح الٰہ بھی ایک ہی ہے۔ تحلیل و تحریم کا اختیار صرف اسی کے پاس ہے، اور اس کی عطا کردہ نعمتوں میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا
- جس طرح نماز صرف اللہ کے لیے ہے اور روزہ بھی اسی کے لیے رکھا جاتا ہے، اسی طرح قربانی بھی صرف اسی کے نام پر ہو سکتی۔ اس عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا توحید کی روح کے خلاف ہے۔ لہٰذا مطلوب یہ ہے کہ انسان پوری یکسوئی، آمادگی اور خوش دلی کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے، کیونکہ عبادت کی اصل روح یہی ہے کہ بندہ اپنا سب کچھ اللہ کے حوالے کر دے
- **قربانی: خود سپردگی کی عملی علامت** : جو شخص اللہ کی بندگی کی خاطر ہر محبوب چیز سے دستبردار ہونے پر آمادہ ہو جاتا ہے، جو اپنی خواہشات، مفادات اور تعلقات کو اللہ کی رضا پر قربان کر دیتا ہے- در حقیقت اسی کا اللہ کے ساتھ حقیقی اور زندہ تعلق قائم ہوتا ہے۔ قربانی اسی خود سپردگی اور کامل بندگی کی عملی علامت ہے، اور یہی اس عبادت کا اصل پیغام ہے۔
- **اخبات، اسلام کی اصل روح** - یعنی بندے کا دل اپنے رب کے سامنے مکمل عاجزی اور فروتنی میں جھک جانا۔ ایسے لوگ اللہ کا نام سنتے ہی اور اس کی آیات سن کر دل کی گہرائیوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ دین کی سربلندی کے لیے خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں اور مشکلات و مصائب کا صبر و استقامت سے سامنا کرتے ہیں۔ نماز کے ذریعے اللہ سے مضبوط تعلق قائم رکھتے اور ہر حال میں اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جو کچھ انہیں عطا ہوتا ہے اسے اللہ کی امانت سمجھ کر اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہی اخبات در اصل قربانی کی حقیقی روح اور اس کی مشروعیت کا اصل مقصد ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ - اور قربانی کے اونٹ ہم نے بنایا انہیں تمہارے لیے

اَلْبُدْنَ : قربانی کے بڑے جانور- اونٹ (اور گائے بھی)

بُدْن لفظ کا لغوی اور اشتقاقی تعلق لفظ بدن (جسم سے)

بَدُنَ / بَدَنَ (فعل) کے معنی، جسم کا موٹا اور بھاری ہونا

بَدَنَة وہ جانور جو جسمانی اعتبار سے بڑا، بھاری اور فربہ ہو (اونٹ، گائے (بھیڑ، بکری نہیں)

بُدْن: بَدَنَة کی جمع

مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ - اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں میں سے

شَعِيرَة (واحد) : وہ نمایاں علامت جو کسی بڑی حقیقت کی طرف رہنمائی کرے

شَعَائِر (جمع) : وہ ظاہری اور مقرر علامتیں جو کسی دینی حقیقت، عبادت یا تعظیمِ الٰہی کی نمائندگی کریں

لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ - تمہارے لیے ان میں بہت بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ - سو تم ذکر کرو اللہ کے نام کا

عَلَيْهَا صَوَآفَّ - ان پر قطار باندھے ہوئے (یعنی کھڑا کرکے ذبح کرو)

(ص ف ف)

صَفٌّ : سیدھی قطار میں کھڑا ہونا

صَافَّة : قطار باندھے کھڑا (اسکی جمع صَوَآفّ)

مراد- اونٹ ہیں

فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا - پھر جب انکے پہلو (زمین پر) گرپڑیں

وَجَبَ يَجِبُ ، وَجْبًا و وَجْبَةٌ : گرپڑنا (جان نکلنے کے بعد)

جُنُوْب: جَنْبٌ کی جمع (پہلو)

وَجَبَ :ایسی چیز جو گرپڑے، واقع ہو جائے، ٹل نہ سکے

وَاجِب : ایسا حکم جو بندے پر لازماً عائد ہو جس سے غفلت انسان کو درجہ اطاعت سے گرا دیتی ہے

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا - تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ

الْقَانِع: قناعت کرنے والا

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ - قناعت کرنیوالے (محتاج) کو اور سوال کرنے والے (محتاج) کو

مُعْتَرّ ← ع ر ر

اِعْتِرَارٌ (VIII): مانگنا (اصرار اور شدت سے)

مُعْتَرّ : مانگنے والا

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا - اسی طرح ہم نے تابع کر دیا ہے ان (چوپاؤں) کو

سَخَّرَ يُسَخِّرُ ، تَسْخِيْرًا تسخیر/تابع کرنا

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - تمہارے لیے تاکہ تم شکر کرو

لَنْ : ہر گز نہیں (حرف نفی تاکید)

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا - ہر گز نہیں پہنچتے اللہ کو ان (قربانیوں) کے گوشت

نَالَ يَنَالُ ، نَيْلًا پہنچنا

لُحُوْم : لَحْمٌ کی جمع (گوشت)

وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ - اور نہ ان کے خون اور لیکن

دِمَآء : دَمٌ کی جمع (خون)

يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ - پہنچتا ہے اس کو تقوی تمہاری طرف سے

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ - اسی طرح (اللہ نے) تابع کر دیا ان (چوپاؤں) کو تمہارے لیے

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾

لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ - تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی

کَبَّرَ یُکَبِّرُ ، تَکْبِیْرًا تکبیر کہنا، اللہ اکبر کہنا، بڑائی بیان کرنا

عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ - اس پر کہ اس نے ہدایت دی تمہیں

ھَدٰی یَھْدِیْ ، ھِدَایَۃٌ : ہدایت دینا

وَ بَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ - اور خوشخبری سنا دیجئے نیکی کرنے والوں کو

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ - بیشک اللہ دور کرتا ہے (دشمنوں کو) (د ف ع)

دَافَعَ یُدَافِعُ ، مُدَافَعَۃٌ : دور کرنا (III)

عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا - ان لوگوں سے جو ایمان لائے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ - بیشک اللہ پسند نہیں کرتا

کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ - ہر بڑے خائن اور بہت ناشکرے کو۔

خَوَّان: خِیَانَۃٌ سے مبالغہ کا صیغہ، خیانت کرنے والا، بڑا خائن

کَفُوْر : کُفْرًا مصدر سے صفت مشبہ، بہت ناشکرا

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖۗ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ
كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا
هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ؑ

اور (قربانی کے) اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے، پس انھیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، اور جب (قربانی کے بعد) ان کی پیٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔ ان جانوروں کو ہم نے اس طرح تمہارے لیے مسخر کیا تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔ نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ اس نے ان کو تمہارے لیے اس طرح مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو۔ اور اے نبی ﷺ، بشارت دے دے نیکو کار لوگوں کو۔ یقینا اللہ مدافعت کرتا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں۔ یقیناً اللہ کسی خائن کافر نعمت کو پسند نہیں کرتا

We have appointed sacrificial camels among the symbols of (devotion to) Allah. There is much good in them for you. So make them stand (at the time of sacrifice) and pronounce the name of Allah over them, and when they fall down on their sides (after they are slaughtered), eat and also feed them who do not ask and those who ask. Thus have We subjected these animals that you may give thanks. Neither their flesh reaches Allah nor their blood; it is your piety that reaches Him. He has subjected these animals (to you) that you may magnify Allah for the guidance He has bestowed upon you. Give glad tidings, (O Prophet), to those who do good. Surely Allah defends those who believe. Certainly Allah has no love for the perfidious, the thankless.

محمد اقبال

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾

(بُدْن) اونٹوں کی قربانی کے بطور خاص ذکر کا سبب

- اونٹ چونکہ پہلے ہی بھیمۃ الانعام میں شامل ہے (جن کا ذکر آیت ۲۸ میں ہوا)، اس لیے اس کے الگ ذکر کی ظاہری ضرورت نہیں تھی۔ غالباً اس کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ یہود نے اونٹ کی قربانی کے خلاف پروپیگنڈا کیا تھا۔ وہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ملتِ ابراہیمی میں اونٹ کا گوشت حلال نہیں تھا۔ قرآن نے سورۃ آلِ عمران میں اس الزام کی تردید کرتے ہوئے یہود سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو حرام قرار دیا تھا ان کے پاس اس کی کوئی سند ہو تو پیش کریں

- **قربانی کا ایک اصول** - قرآن کریم اونٹ کی قربانی کے ذریعے یہ اصول واضح کرتا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ قربانی زیادہ محبوب ہے جو انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہو۔ عرب معاشرے میں اونٹ نہایت قیمتی اور کثیر المنافع جانور رہے، جو سفر، تجارت اور بقا کا بنیادی سہارا رہا ہے۔ وہ بھوک، پیاس اور سخت مشقت برداشت کرتا ہے اور اپنے مالک کا نہایت وفادار رہتا ہے۔ اپنی قوت کے باوجود ذبح کے وقت بھی کامل اطاعت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ چونکہ اہلِ عرب کی معاشی اور عملی زندگی بڑی حد تک اسی پر قائم تھی، اس لیے اس کی قربانی اعلیٰ ترین تقرب کا ذریعہ قرار دی گئی۔ یہی اس اصول کی عملی تصویر ہے کہ محبوب ترین چیز کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کیا جائے۔

- **اونٹ کو ذبح (نحر) کرنے کا طریقہ:**
  - ← قربانی کے وقت اونٹ پر اللہ کا نام لینا واجب ہے اور ذبح صرف اللہ ہی کے نام پر ہو
  - ← اونٹوں کو قبلہ رخ صف بستہ کھڑا کیا جاتا ہے، جو نماز کے قیام سے مشابہ ہے۔
  - ← اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنا باندھ دیا جاتا، پھر اس کے حلقوم میں نیزہ مارا جاتا تھا (نبی کریم ﷺ نے ذبح کا یہی طریقہ بتایا)

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اونٹ کو ذبح (نحر) کرنے کا طریقہ:

- آپ ﷺ جب کسی بھی جانور کو ذبح فرماتے تھے تو یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ-قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ-لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ-اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ - بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ
- اور بعض احادیث میں صرف اتنے الفاظ ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ - اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ
- خون بہہ جانے کے بعد اونٹ پہلو پر گر جاتا ہے، جو اللہ کے حضور سجدے کی علامت ہے
- اس پورے عمل میں قربانی، بندگی، عاجزی اور اطاعت کی کامل تصویر بن جاتی ہے۔

قربانی کا گوشت کھانے سے متعلق غلط فہمی کی تردید:

- یہود کا عقیدہ تھا کہ قربانی کا گوشت خود قربانی دینے والے کے لیے حلال نہیں۔ قرآن نے اس کی صراحت کے ساتھ تردید کی اور حکم دیا کہ: قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ دوسروں کو بھی کھلاؤ
- **القانع**: وہ فقیر جو ضرورت مند ہو مگر سوال نہیں کرتا (خوددار اور سفید پوش ہے)
- **المُعْتَرّ** وہ فقیر جو ضرورت سے مجبور ہو کر سوال کرتا ہے

قربانی کے گوشت کی تقسیم: قربانی کے جانور کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کرنا سنت ہے (فرض یا واجب نہیں) ۱-غریبوں اور محتاجوں کے لیے، ۲-اعزہ و اقارب اور دوستوں کے لیے، ۳-اپنے اور اہلِ خانہ کے لیے

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾

اصل حقیقت کی یاد دہانی (قربانی کا اصل فلسفہ)

- یہ آیت کریمہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ یہاں قربانی کی اصل حقیقت اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف قربانی کا اصل فلسفہ ہے، بلکہ ہر عبادت کا فلسفہ یہی ہے
- کسی بھی عبادت کا ایک ظاہری پہلو یا ڈھانچہ ہوتا ہے اور ایک اس کی روح ہوتی ہے۔ ظاہری ڈھانچہ اپنی جگہ اہم ہے اور وہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس عبادت کا بجالانا ممکن نہیں، لیکن یہ ظاہری پیکر اصل دین اور اصل مقصود نہیں ہے۔ کسی بھی عبادت سے اصل مقصود اس کی روح ہے : ؎

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالیؓ نہ رہی　　　فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی

نماز و روزہ و قربانی و حج　　　یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے !

- جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب جس طرح بتوں کی قربانی کا گوشت بتوں پر لے جا کر چڑھاتے تھے، اسی طرح اللہ کے نام کی قربانی کا گوشت کعبہ کے سامنے لا کر رکھتے اور خون اس کی دیواروں پر لتھیڑت دیتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ قربانی گویا اس لیے کی جاتی تھی کہ اللہ کے حضور اس کا خون اور گوشت پیش کیا جائے۔ اس جہالت کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل چیز جو اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے وہ جانور کا خون اور گوشت نہیں، بلکہ تمہارا تقویٰ ہے۔ اگر تم شکر نعمت کے جذبے کی بنا پر خالص نیت کے ساتھ صرف اللہ کے لیے قربانی کروگے تو اس جذبے اور نیت اور خلوص کا نذرانہ اس کے حضور پہنچ جائے گا، ورنہ خون اور گوشت یہیں دھرا رہ جائے گا

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾

- نبی کریم نے فرمایا، " إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ " اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے رنگ نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔(صحیحین)

- اللہ کے ہاں جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی دے رہا ہے وہ اپنی معمول کی زندگی میں اس کی نافرمانی سے کتنا ڈرتا ہے ؟ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں اللہ کے احکام و قوانین کا کس قدر پابند ہے ؟ کس قدر وہ اپنی توانائیاں، اپنی صلاحیتیں اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر رہا ہے ؟ کیا قربانی کے جانور کا اہتمام اس نے رزق حلال سے کیا ہے ؟ اس قربانی کے پیچھے اس کا جذبہ اطاعت و ایثار کس قدر کارفرما ہے ؟ یہ اور اسی نوعیت کی دوسری شرائط جو قربانی کی اصل روح اور تقویٰ کا تعین کرتی ہیں اگر موجود ہیں تو امید رکھنی چاہیے کہ قربانی اللہ کے حضور قابل قبول ہو گی۔ لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں تو ٹھیک ہے آپ نے گوشت کھالیا، کچھ غریبوں کو بھی اس میں سے حصہ مل گیا، اس کے علاوہ شاید قربانی سے اور کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔

- اللہ کی تکبیر بیان کرنے کا حکم سورۃ البقرۃ کے ۲۳ ویں رکوع میں روزوں کے ذکر کے بعد بھی وارد ہوا ہے : (وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) " تاکہ تم لوگ اللہ کی تکبیر بیان کرو اس ہدایت پر جس سے اس نے تمہیں سرفراز کیا ہے اور تاکہ تم شکرادا کیا کرو"

- یعنی دونوں مواقع پر اللہ کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس کی کبریائی کا اظہار کرنے کی خصوصی ہدایت کی گئی ہے۔ اسی لیے عیدین کی نمازوں کے لیے آتے جاتے تکبیریں پڑھنے کی تاکید احادیث میں ملتی ہے اور عیدین کی نمازوں کے اندر بھی اضافی تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔

اضافی مواد

Reference Material

قَولُ الزُّور

قَولُ الزُّور سے کیا مراد ہے؟

- قَولُ الزّور کے معنی جھوٹی بات، پرفریب بات، مکر کی بات، حقیقت کو مسخ کرنے والی بات
- عربی میں لفظ زَوْر کے معنی ہیں کسی چیز کو اس کی اصل حالت سے موڑ دینا، ٹیڑھ، کجی، حق سے انحراف، جھوٹی و من گھڑت بات
- اس لیے قولِ زور صرف " جھوٹ بول دینا" نہیں، بلکہ جانتے بوجھتے غلط بات کہنا، حق کو اس انداز میں پیش کرنا کہ وہ باطل لگنے لگے، یا باَطل کو اس طرح سجانا کہ وہ حق محسوس ہو، یہ سب قولِ زور میں داخل ہے۔
- مفسرین نے " قول الزور" میں سب طرح کی جھوٹی، باطل، گمراہ کن اور ظلم پر مبنی بات کو شامل کیا ہے، جس میں جھوٹی گواہی، بہتان، کذب، اور اللہ کے بارے میں غلط بات سب اس میں داخل ہیں
- قولِ زور کی ایک خاص اور سنگین قسم 'شہادتِ زور' (جھوٹی گواہی) ہے، جس کا مقصد کسی کے حق کو غصب کرنا یا کسی بے گناہ کو سزا دلوانا ہوتا ہے

اسلام میں قَولُ الزُّور کا مقام و حیثیت

- اسلام میں قولِ زور کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے قولِ زور سے بچنے کا حکم بتوں کی پوجا سے بچنے کے حکم کے فوراً بعد دیا ہے (فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ)، جو اس کی سنگینی کو ظاہر کرتا ہے۔

قَولُ الزُّور

.....اسلام میں قَولُ الزُّور کا مقام و حیثیت

- اسی آیت (سورۃ الحج - 30) کے تحت مفسرین نے لکھا کہ جس طرح بت پرستی "رِجس" ہے اسی طرح جھوٹی بات، جھوٹی گواہی اور باطل کلام بھی عظیم گناہ اور ایک سنگین جرم ہے، اور یہاں "قول الزور" کو خاص طور پر جھوٹی گواہی پر منطبق کیا گیا، اگرچہ لفظ عام ہے
- نبی کریم ﷺ نے اسے 'اکبر الکبائر' (سب سے بڑے گناہوں) میں شرک کے بعد، والدین کی نافرمانی کے ساتھ رکھا اور اس کی سنگینی اور شدت کے باعث اس کو تین مرتبہ دہرایا

قرآن کریم میں اس کی اہمیت اور تعلیمات

- سورۃ الحج کے علاوہ سورۃ فرقان میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ - 72) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو "زور" (جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے)
- مفسرین نے " لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ "میں "شُهود" کی دو صورتیں ذکر کی ہیں:

1. جھوٹ کو اپنی زبان سے کہنا/ گواہی دینا (واضح قول)۔
2. جھوٹ، باطل، فسق کی مجلسوں میں حاضر رہ کر اسے تقویت دینا، اگرچہ خود نہ بولے؛ اسے بھی "شہادت/ حضورِ زور" میں داخل قرار دیا گیا (معارف القرآن)

قَولُ الزُّور

قرآن کریم میں اس کی اہمیت اور تعلیمات

- سورۃ المجادلہ، آیت 2" وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا – اور بے شک وہ ایک نہایت ناپسندیدہ بات بھی کہتے ہیں اور سراسر جھوٹ بھی" میں قول زور کے ایک اور پہلو پر رہنمائی ملتی ہے
- یہ آیت ظِہار کے مسئلے پر نازل ہوئی۔یعنی شوہر کا بیوی سے کہنا کہ "تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو" جو کہ عقل، فطرت اور اخلاق سب کے خلاف بات ہے اور خلافِ واقعہ بھی۔
- یہ ایک قانونی اور اخلاقی حقیقت کو زبانی فریب سے بدلنے کی کوشش ہے یعنی شوہر ایک لفظ بول کر چاہتا تھا کہ بیوی ماں بن جائے مگر ماں کے حقوق کے بغیر اور بیوی کے حقوق کے بغیر یہی قولِ زور کی اصل روح ہے۔
- اس آیت سے رہنمائی ملی کہ اگر کوئی بات حقیقت کے خلاف ہو، فطرت کو جھٹلائے، سماجی یا شرعی ظلم کو "لفظوں" سے جائز بنائے اور کمزور فریق کو نقصان پہنچائے تو یہ قولِ زور کے ضمرے میں ہے
- اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قولِ زور ضروری نہیں کہ محض قول ہی ہو، یہ کوئی عمل اور سماجی جرم بھی ہو سکتا ہے

قَولُ الزُّور

احادیث مبارکہ میں قَولُ الزُّور

- کئی احادیثِ مبارکہ میں قَولُ الزُّور کے متعلق واضح ہدایات موجود ہیں:

عن أبي بكرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم:
" أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟» ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ» وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ»، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ- متفق عليه - [صحيح البخاري 2654]

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
"کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟" یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔ لوگوں نے کہا، کیوں نہیں، بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔" آپ ﷺ پہلے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، لیکن سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور پھر فرمایا: "خبردار! جھوٹی بات کہنا"۔ آپ ﷺ اس بات کو اتنی مرتبہ دہراتے رہے کہ ہم نے کہا: کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں

- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» - [صحيح البخاري]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جھوٹی بات کہنا اور اس کے مطابق عمل کرنا نہیں چھوڑا، اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا اور پینا چھوڑ دے (یعنی روزہ رکھے)

احادیث مبارکہ میں قولُ الزُّور

- عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَرَأَ { فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنْ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ } - [سنن أبي داود]

حضرت خُرَیم بن فاتکؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر ادا فرمائی۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

" جھوٹی گواہی کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے "آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی، پھر (قرآن کی یہ آیت) "تلاوت فرمائی۔ "...فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنْ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ.. پس بتوں کی گندگی سے بچو، جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو، یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے

- ...عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ عَلَى مُسْلِمٍ شَهَادَةً لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ - [مسند أحمد - 10617]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دے جس کا وہ مستحق نہیں، تو وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنا لے

احادیث مبارکہ میں قَولُ الزُّور

- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – قَالَ:
مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ الله لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئا يَسِيراً، يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "وَإِنْ قَضِيبا مِنْ أَرَاكٍ: [صحیح مسلم –الرقم: 137]

حضرتِ ابو اُمامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اس شخص نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق ناحق حاصل کر لیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے اور اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔" ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر وہ چیز بہت معمولی سی ہو تب بھی؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "اگرچہ مسواک کی ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔"

← یہ حدیث دراصل قولِ زور کی عملی اور اخلاقی حقیقت کو پوری شدت کے ساتھ واضح کرتی ہے۔ قولِ زور صرف زبان سے جھوٹ بولنے کا نام نہیں، بلکہ وہ جھوٹی بات، جھوٹی قسم یا جھوٹی گواہی ہے جس کے ذریعے کسی دوسرے کا حق ناحق ہتھیا لیا جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق مارے، اس کے لیے جہنم واجب اور جنت حرام ہو جاتی ہے—چاہے وہ حق بظاہر کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جرم کی سنگینی چیز کی مقدار سے نہیں بلکہ حق کو جھوٹ کے ذریعے پامال کرنے سے متعین ہوتی ہے

احادیث مبارکہ میں قولُ الزُّور

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَنْ شَهِدَ شَهَادَةً لِيُسْتَبَاحَ بِهَا مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ، أَوْ يُسْفَكَ بِهَا الدَّمُ ، فَقَدْ أَوْجَبَ لَهُ النَّارَ .: [معجم الطبراني الكبير-11 / 127]
- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مسلمان کا مال ہلاک ہو جائے یا کسی کا خون بہایا جائے، اس نے (اپنے اوپر) جہنم (کا عذاب) واجب کر لیا۔
- عن صفوان بن سليم أَنَّهُ قَالَ : " قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا ؟ فَقَالَ: (نَعَمْ) ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟ فَقَالَ:(نَعَمْ) ، فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا ؟ فَقَالَ: (لَا)[موطأ امام مالك 5 / 990]
- حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ – بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: "ہاں" پھر سوال کیا گیا: کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: "ہاں" پھر عرض کیا گیا: کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "نہیں (مومن جھوٹ نہیں بول سکتا)۔
- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا الكَبَائِرُ ؟ قَالَ : الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ قَالَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : ثُمَّ عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ قَالَ : ثُمَّ مَاذَا ؟ قَالَ : اليَمِينُ الغَمُوسُ قُلْتُ : وَمَا اليَمِينُ الغَمُوسُ ؟ قَالَ : الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ، هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ [البخاري ومسلم]
- ایک اعرابی نبی کے پاس آیا اور پوچھا: "یا رسول اللہ! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟"
آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔" اس نے پوچھا: "پھر کیا؟" آپ نے فرمایا: "یمین غموس کھانا۔"
اعرابی نے کہا: "یمین غموس کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "وہ قسم جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ناحق لیا جائے، حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرے)

قَولُ الزُّور

قولِ زور کو کیوں ایک بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے؟

- قرآنِ کریم میں قولِ زور محض فرد کی اخلاقیات کے سلسلے میں نہیں آیا بلکہ یہ اکثر سماجی اور اجتماعی بگاڑ کے سیاق میں آتا ہے
- قولِ زور بنیادی طور پر جھوٹی، گمراہ کن اور ظالمانہ بات ہے، لیکن اس کا شرعی دائرہ ہر اُس قول و فعل تک پھیل جاتا ہے جو حق کے خلاف اور باطل کے حق میں زبان، قلم یا عمل کے ذریعے معاون بنے؛ قرآن نے اسے شرک کے ساتھ رکھ کر اس کی شناعت واضح کی، اور احادیث میں اسے کبیرہ بلکہ شرک کے ہم وزن گناہ کہا گیا۔
- قولِ زور کی شناعت یہ ہے کہ یہ :
  - اسلام کے جوہر یعنی عدل وانصاف کو تباہ کرتا ہے
  - حق و باطل کی تمیز مٹا دیتا ہے
  - مومن کے کردار کو داغدار کر دیتا ہے (مومن کی صفات کے منافی ہے)
  - مومن کی شناخت سچائی، امانت اور عدل سے ہوتی ہے۔ جھوٹی بات یا گواہی نہ صرف فرد کی آخرت بلکہ پورے معاشرے کی دنیا کو تباہ کرتی ہے۔ اسی لیے قرآن نے صرف "جھوٹ مت بولو" نہیں کہا، بلکہ اس سے بچو، دور رہو، قریب بھی نہ جاؤ کہا (وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ)

قَولُ الزُّور

کیا قولِ زور صرف زبان تک محدود ہے؟ عملی زندگی میں کا اس کا اطلاق کن باتوں پر؟

- اسلامی تعلیمات میں قولِ زور کا تصور نہایت وسیع ہے، جو نہ صرف زبان تک محدود ہے بلکہ انسانی کردار اور معاشرتی انصاف پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔
- عملی زندگی میں بے شمار اقوال وافعال پر " قولِ زور "کا اطلاق ہوتا ہے :

← واضح جھوٹ: اللہ، رسول، دین یا شریعت کے بارے میں من گھڑت بات کہنا، یا دین کے نام پر عوام کو گمراہ کرنا۔

← جھوٹی گواہی: عدالتی یا سماجی سطح پر کسی بے قصور کو مجرم، یا مجرم کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے حلفیہ جھوٹ بولنا۔

← بہتان وغیبت: کسی پر وہ عیب یا جرم لگانا جو اس میں نہیں، خصوصاً جب اس سے اس کی عزت و مستقبل متاثر ہو۔

← باطل مجالس: ایسی محفلیں جہاں جھوٹ، استہزاءِ دین، فحش، یا فسق وفجور کو بیان وفروغ کیا جائے؛ان میں بیٹھنا اور لُطف لینا بھی "الزور" کے ضمرے میں میں شمار کیا گیا

← معاملات و تجارت: ہر قسم کے دھوکے، فریب اور جھوٹی تشہیر

← معاشرے میں غلط بیانی پھیلانا

← آدھا سچ بول کر پورا فتنہ کھڑا کرنا

← کسی کے خلاف سنی سنائی بات کو "لوگ کہہ رہے ہیں" کے نام پر آگے بڑھانا

قَولُ الزُّور

کیا قولِ زور صرف زبان تک محدود ہے؟ عملی زندگی میں کا اس کا اطلاق کن باتوں پر؟

- سوشل میڈیا پر جھوٹ اور جھوٹی خبریں پھیلانا
- کاروبار میں اشیاء (products) یا سروس کی غلط نمائندگی (misrepresentation)
- قیمت، معیار، یا ڈیلیوری کے بارے میں جان بوجھ کر ابہام یا غلط بیانی
- دین کے نام پر حقیقت کو موڑنا (جیسے سورۃ المجادلہ میں ذکر ہے) اور اس صورتحال کو اپنے کسی فائدے کے لیے استعمال کرنا
- سرکاری اموال جن پر کوئی شخص ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے، ان میں خیانت کرنا :

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا (اَلْغُلُول وَالْخِيَانَة حَرَامٌ مُطْلَقًا، وَإِنْ قَصَدَ بِهِ التَّوَصُّلَ إِلَى حَقِّهِ ، كَمَا أَنَّ شَهَادَةَ الزُّورِ وَالْكَذِب حَرَامٌ ، وَإِنْ قَصَدَ بِهِ التَّوَصُّلَ إِلَى حَقِّهِ) بیت المال یا مالِ غنیمت میں خیانت) ہر حال میں حرام ہیں، خواہ اس کا ارادہ اپنے حق تک پہنچنے کا ہی ہو۔ جس طرح جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا حرام ہیں، خواہ اس کا ارادہ اپنے حق تک پہنچنے کا ہی ہو (الفتاوی الکبری- (6/119)

قَولُ الزُّور

- ان تمام مذکورہ ارشادات واقوال کی روشنی میں یہ بالکل واضح ہے کہ قولِ زور محض ایک اخلاقی کمزوری نہیں، بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں سنگین دینی جرم اور سماجی تباہی کا ذریعہ ہے
- افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جھوٹ، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسموں کو گناہ سمجھنے کے بجائے ایک عملی حکمتِ عملی بنالیا گیا ہے۔ لوگ اپنے ذاتی مفاد، وقتی فائدے، جائیداد، منصب، یا کسی تنازع سے نکلنے کے لیے سچ کو قربان کر دیتے ہیں اور دینی تعلیمات کو شعوری طور پر پسِ پشت ڈال دیتے ہیں
- عدالتوں، دفاتر، کاروبار اور حتیٰ کہ خاندانی معاملات میں بھی یہ رویہ عام ہے کہ یا تو دعویٰ جھوٹ پر کھڑا کیا جاتا ہے اور اس کے لیے جھوٹی گواہیاں فراہم کی جاتی ہیں، یا پھر جھوٹی قسموں کے ذریعے خود کو بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ اسلام واضح کرتا ہے کہ دنیا کی عدالت میں وقتی نجات ممکن ہے، مگر قیامت کے دن اللہ کے سامنے کوئی جھوٹی گواہی، کوئی جھوٹی قسم، اور کوئی قولِ زور کام نہیں آئے گا
- ہمیں یہ بات دل کی گہرائیوں سے شعوری طور پر تسلیم کرنا ہوگی کہ قولِ زور سے حاصل کیا گیا ہر فائدہ درحقیقت خسارے کی ایک شکل ہے-ایسا خسارہ جو ایمان، عدل اور آخرت تینوں کو کھا جاتا ہے۔ اس شعور کے بغیر نہ فرد کی اصلاح ممکن ہے، نہ معاشرے کی۔